سورۃ القصص۔ آیت 65۔ کی تشریح اور حقیقی ھدایات ...وحی ءِالٰہی کی روشنی میں...

Surah Al-Qasas Chapter 28: Verse 65

وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ مَاذَآ أَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِينَ ﴿٦٥﴾

جماعت احمدیہ [28:66]	احمد علی [28:65]	محمد جوناگڑھی [28:65]
اور (یاد رکھو) وہ دن جب وہ انہیں پکارے گا اور پوچھے گا کہ تم نے مُرسَلین کو کیا جواب دیا ؟	اور جس دن انہیں پکارے گا پھر کہے گا تم نے پیغام پہچانے والوں کو کیا جواب دیا تھا؟	اس دن انہیں بلا کر پوچھے گا کہ تم نے نبیوں کو کیا جواب دیا ؟

اللہ تعالے نے اِس آیت میں فرمایاھے۔ کہ ایک دِن۔ اللہ تعالے اُن کو (یعنی ہر ایک انسان کو)۔بلائیں گے۔لہذا۔اُن سے (ہر ایک انسان سے) یہ پوچھیں گے۔کہ...**مَا ذَآ أَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِينَ** { جن کو میں نے تمہارے پاس بھیجا تھا۔(مُر سلین کو)۔تُم نے میرے اُن مر سلین کو کیا اور کیسے جواب دیا تھا؟} ۔ کیونکہ۔اِس آیت میں!...**(فَيَقُولُ)** کے شروع میں جو **(فَ)** ھے۔اُس کا مطلب یہ ھے۔کہ اُن کو بلانے کی وجہ ہی۔اُن کو یہ کہنا یا پوچھنا ھے۔گویا۔اِسلئے بلایا ھے۔تاکہ۔اُن سے پوچھیں کہ... **مَا ذَآ أَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِينَ** ....اور چونکہ۔اللہ تعالے کے کلام میں۔کوئی غلط بیانی، کوئی جھوٹ یا بھول چُوک۔ نہیں ہو سکتی۔لہذا۔اِس آیت میں جو فرمایا گیا ھے کہ۔جس دِن اُن کو بلایا جائے گا۔تو اُن سے کہا(پوچھا) جائے گا کہ..**مَا ذَآ أَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِينَ**...تو پھر یہ فرمانِ الٰہی بھی۔ مکمل طور پر۔بالکل صحیح اور سچ ہونا چاہیئے۔

لیکن ہماری قوم کے اکثر لوگ اور مذھبی راہنما۔اللہ تعالے کے اِس فرمان کو سچ۔ماننے سے معذور ہیں۔ کیونکہ۔اگر ہم اللہ تعالے کے اِس فرمان کو سچ مان لیں... تو پھر ہمیں۔اپنے پسندیدہ (مفروضہ عقیدہ) نظریہ ختمِ نبوت کو خلافِ قرآن اور یکسر غلط ۔ تسلیم کرنا پڑے گا۔ یہ مجبوری بھی ھے کہ اِس آیت کے الفاظ ۔ایسے صاف اور واضح ہیں کہ۔اِس آیت کے ترجمے میں۔ مطلوبہ ردّوبدل بھی نہیں کیا جاسکتا۔

چنانچہ۔ نہ تو اِس آیت کو سچ مان سکتے ہیں (کیونکہ یہ آیت نظریہ ختمِ نبوت کے خلاف ھے)۔ نہ ہی اِس آیت کو جھوٹ کہہ سکتے ہیں (یہ آیت قرآنِ مجید میں موجود ھے)۔اور۔اِس آیت کے الفاظ پر تبصرہ، تدبر ، یا، غور کرنا۔ہمارے نظریہ ختمِ نبوت کی یقینی موت ھے ۔

لہذا۔ہمارے علماء اور مذھبی راہنماؤں نے۔ اِس مشکل کا یہ حل نکالا... کہ حتی الوسع۔اِس آیت کا۔ذِکر نہ کیا کریں ۔ چنانچہ۔ہماری قوم کے عوام الناس (اکثر لوگ)۔ مذھبی اجتماعوں میں۔یا۔جمعہ کے خطبات۔میں اِس آیت کا۔کوئی ذِکر یا تبصرہ۔نہیں سُنتے۔

فی زمانہ۔ ہماری قوم... نظریہ ختمِ نبوت... پر اِس شدّت سے عقیدت رکھتی ھے۔ کہ۔ اِس شیطانی نظریے کے مقابلے پر (بر خلاف)۔ اللہ تعالےٰ کے فرمانوں (آیات) کے معانی تبدیل کر دینا، یا، فرمانِ الٰہی کو جاننے کے باوجود رَدّ کر دینا، ہماری قوم کے لوگوں کو نیکی دِکھائی دینے لگا ھے۔ چنانچہ ہمارے اکثر علماء اور مذھبی راہنما۔ اِس شیطانی نظریے کو بچانے کیلئے۔ اللہ تعالےٰ کے کلام میں تحریف کرنا، اور قرآنی آیات کو دانستہ نظر انداز کرنا۔ گوارا کر لیتے ہیں۔ یہ آیت (28:65) بھی۔ ایسی کئی قرآنی آیات میں سے ایک ھے۔ جن آیاتِ الٰہی کو۔ ہماری قوم نے دانستہ نظر انداز (رَدّ) کیا ہوا ھے۔

اے میری قوم کے لوگو!... میرے قومی بھائیو، بہنو، ساتھیو۔ سماجی اور مذھبی راہنماؤ!...

اللہ تعالےٰ کی یہ آیت... فضول، لغو، جھوٹ یا منسوخ... نہیں ھے۔ ہمارے عظیم الشان، باوقار اللہ تعالےٰ نے۔ اِس آیت میں۔ جو کچھ اور جسطرح سے بیان فرمایا ھے۔ وُہ بالکل سچ ھے۔ لہٰذا۔ جس دِن اللہ تعالےٰ۔ جن انسانوں کو بلائیں گے۔ تو واقعی۔ اُن سے پوچھیں گے کہ تُم نے مرسلین (ہمارے بھیجے ہوؤں) کو.. کیا اور کیسے.. جواب دیا تھا؟۔ ایک اہم بات ذھن نشین رکھیں کہ۔ کسی مرسل (رسول) کو۔ صرف تب ہی کوئی جواب دیا جا سکتا ھے۔ جب وُہ مرسل (رسول)۔ ظاہری وجود کے ساتھ زندہ موجود ہو۔ لہٰذا۔ جس کسی انسان سے اللہ تعالےٰ یہ سوال پوچھیں گے۔ اُس انسان کی دُنیاوی زندگی کے دوران۔ کم از کم ایک مرسل (رسول)۔ کا زندہ موجود ہونا لازمی ھے۔ ورنہ۔ اللہ تعالےٰ کا یہ سوال کرنا۔ اللہ تعالےٰ کی شان (وقار، عقل) کے خلاف ہو جائے گا۔

اور چونکہ۔ ایک دِن (روزِ محشر) ہر قوم، ہر مُلک اور ہر زمانے کے انسانوں کو بلایا جانا ھے!.. تو پھر محمد ﷺ کی وفات کے بعد پیدا ہونیوالے انسانوں سے بھی۔ یہی سوال پوچھا جائے گا کہ {تُم نے۔ مرسلین... کو.. کیا اور کیسے.. جواب دیا تھا؟}۔ اللہ تعالےٰ کی شان کے خلاف ھے۔ کہ وُہ اپنی مخلوق کے ساتھ۔ مذاق یا تمسخر کے طور پر سوالات کریں... مثلاً.. جن انسانوں کے پاس کسی زندہ رسول (مرسل).. کو بھیجا ہی نہیں.. اُن انسانوں سے پوچھیں... کہ بتلاؤ.. کہ.. {تُم نے۔ مرسلین.. کو.. کیا اور کیسے.. جواب دیا تھا؟}۔

اور یہ بھی ممکن نہیں ھے : ۔ کہ محمد ﷺ کی وفات کے بعد پیدا ہونیوالے انسانوں کو۔ میدانِ حشر میں بلایا ہی نہ جائے۔ کیونکہ۔ اگر اتنے اربوں انسانوں کو محشر میں ہی نہ بلایا... تو۔ سارا دین ہی جھوٹا ہو جائے گا... اور اگر محشر میں بُلا لیا۔ مگر۔ یہ سوال نہ پوچھا۔ تو پھر۔ قرآنِ مجید کی یہ آیت جھوٹی ہو جائے گی...؟... کیونکہ۔ اِس آیت کے مطابق۔ جس دِن اُن کو بلایا جائے گا۔ تو... فَيَقُولُ... اُن کو کہا (پوچھا) جائے گا کہ... مَا ذَا أَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِينَ ..... لہٰذا۔ موجودہ زمانے کے۔ اربوں انسانوں سے بھی۔ یقیناً۔ یہی سوال پوچھا جائیگا۔

Surah Al-Qasas Chapter 28: Verse 65

وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ مَاذَا أَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِينَ ﴿٦٥﴾

اور ایک دِن اُن کو بُلائیں گے۔ تا کہ پوچھیں کہ۔ ہمارے بھیجے ہوؤں (مرسلین) کو کیا اور کیسے جواب دیا تھا؟

اِس آیت کے سیاق وسباق سے واضح ہوتا ھے۔ کہ یہ فرمان (آیت)۔سب انسانوں کو بُلانے کے متعلق ھے۔

اے میری قوم کے لوگو!۔ ہمارے مذھبی راہنماؤں نے اللہ تعالے کے اِس فرمان (آیت) کو۔ دانستہ نظر انداز اور رَدّ کیا ہوا ھے۔ کیونکہ اِس آیت سے ثابت ہوتا ھے۔ کہ ہر انسان کی زندگی کے دوران کم از کم ایک۔ مُرسل (اللہ کا بھیجا ہوا)۔ اُس انسان کی جماعت، قوم، بستی یا شہر میں۔ لازماً پہنچنا چاہیئے۔ کیونکہ۔ اللہ تعالے کی شان، عدل، اور وقار کے منافی ھے۔ کہ جِن انسانوں کی دُنیاوی زندگیوں کے دوران۔ اُنکی متعلقہ قوم (قریہ، بستی، شہر) میں۔ کوئی رسول پہنچا ہی نہیں۔ اُن انسانوں سے پوچھیں... کہ تم نے مرسلین کو کیا جواب دیا تھا..؟۔ مگر چونکہ اِس آیت کے مطابق۔ اللہ تعالے نے جِن کو بُلانا ھے ۔ تو اُن سے پوچھنا ھے۔ کہ تم نے۔ ہمارے رسولوں (مرسلین) کو۔ کیا جواب دیا تھا.؟۔ اور چونکہ اُس دِن ساری زمین پر بسنے والے ہر ایک زمانے کے ہر ایک انسان کو۔ میدانِ حشر میں بلانا ھے ۔ لہذا۔ یہ لازمی ھے کہ :

روئے زمین پر رہنے والے۔ تمام انسانوں کی زندگیوں کے دوران۔ ہر قوم، ہر ملک، ہر زمانے میں۔ اللہ تعالے کے بھیجے ہوئے (مرسلین)۔ ہمیشہ آتے رھے ہوں۔ اور آجکل بھی کئی مُرسلین دُنیا میں۔ زندہ موجود ہوں۔

اے میری قوم کے لوگو اور مذھبی راہنماؤ!...اُس دِن آپ کو بھی۔ بلایا جائے گا۔ اور۔ آپ سے بھی یہ پوچھا جائے گا کہ۔ جِن کو میں نے (اللہ نے)۔ تمہارے پاس بھیجا تھا ۔ تو ... آپ نے اُن کو کیا اور کیسے جواب دیا تھا..؟.... تب آپ اللہ تعالے کو کیا جواب دیں گے ؟۔

جب بھی اللہ تعالے کا بھیجا ہوا کوئی بندہ۔ اپنی قوم کو کہتا ھے کہ اللہ تعالے نے۔ اُسے کتابِ الٰہی کا علم اور حکمت دے کر بھیجا ھے۔ تو اُس کی قوم کے لوگ۔ اپنے اُس قومی بھائی کو۔ بھٹکا ہوا، گمراہ، جھوٹا، فریبی۔ وغیرہ... قرار دے دیتے ہیں ۔ لیکن ۔ اللہ کا بھیجا ہوا (رسول، مرسل)۔ نہیں مانتے۔ اور پھر یہ گمان کرتے ہیں کہ۔ ہماری زندگی کے دوران ۔ اللہ تعالے نے ۔ کسی رسول کو بھیجا ہی نہیں۔ حالانکہ۔ اللہ تعالے نے۔ اپنے رسول بھیجے ہوتے ہیں۔ لیکن چونکہ آپ نے اُن رسولوں کو ۔ رسول نہیں مانا ہوتا ...لہذا... آپ سمجھتے ہیں ۔ کہ کوئی رسول پہنچے ہی نہیں۔

بہر حال۔ اب آپ نے اپنے اللہ تعالے کی یہ آیت (28:65)۔ دیکھ لی ھے۔ چنانچہ۔ آپ بھی اب سوچیں کہ جب آپ سے یہ سوال پوچھا جائے گا۔ تو آپ اُس دِن کیا جواب دیں گے ؟.. ...کیا آپ اللہ تعالے کو کہہ سکیں گے ؟... کہ اللہ تعالے جی! ہمارے پاس تو کوئی رسول آیا ہی نہیں تھا !۔

اب وقت ھے۔ سوچیں! کہ تب آپ کا کیا حال ہو گا..؟..جب آپ میدانِ حشر میں۔ اپنی ہی قوم کے ایک شخص کو۔ اللہ کے رسول کے لبادے میں۔ دیکھیں گے۔ جو تمہاری زندگیوں کے دوران تمہارے مذھبی راہنماؤں کو کہتا تھا۔ کہ مجھے اللہ تعالے نے کتابِ الٰہی کا علم دیکر۔ آپ کیطرف بھیجا ھے۔

اور تب آپ کا کیا حال ہو گا...؟..جب آپ کو یاد آئے گا۔ کہ اللہ تعالے نے تو واقعی ہمیں فرمایا تھا۔ کہ۔﴿وَاعْلَمُوا أَنَّ فِيكُمْ رَسُولَ اللَّهِ ۚ﴾ ۔علم رکھو (جان لو) کہ تمہارے درمیان اللہ تعالے کا (کوئی نہ کوئی) رسول یقیناً موجود ھے۔ ... لیکن۔ہم نے اللہ تعالے کے اِس فرمان کے ساتھ۔ ناقابلِ یقین۔ فضول اور لغوبات۔ کی طرح کا سلوک کیا تھا۔ ...اور باوجودیکہ۔ یہ فرمان قرآنِ مجید میں موجود تھا۔ مگر۔ ہم نے اللہ تعالے کے اِس فرمان کو۔ عملاً۔..رَدّ..کر دیا تھا۔ ....سوچیں! کہ تب اللہ تعالے کے سامنے کیسی ندامت ہو گی؟

اے ہماری قوم کے لوگو اور مذھبی راہنماؤ۔ جسطرح اِس آیت (28:65)۔(وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ مَاذَا أَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِينَ)۔ کو اپنے مونہوں سے سچا مانتے ہو۔ اُسی طرح۔ اِس آیت میں بیان کئے ہوئے۔ اللہ تعالے کے فرمان (ھدایت) کو بھی۔ سچا۔ مان لو۔... آپ میں سے ہر ایک نے۔ ایک دِن بلایا جانا ھے۔ اللہ تعالے حکیم، خبیر، قادر اور باعزت ھے۔ نہ ہی اِس آیت سے منحرف ہو گا۔ اور۔ نہ ہی رسول بھیجے بغیر۔ کسی بھی انسان سے۔ پوچھے گا۔ کہ میرے رسولوں کو..کیا جواب دیا تھا..؟۔

چنانچہ۔ اللہ تعالے کی اِس آیت میں۔یقیناً۔ یہ پیغام ھے۔ کہ۔ اللہ تعالے کے بھیجے ہوئے (مرسل، رسول)۔ ہر ایک قوم میں۔ ہر ایک زمانے میں۔ آتے رھے ہیں۔ جس کسی کو بھی۔ میدانِ حشر میں بلایا جانا ھے۔(ہر ایک جو بالغ زندگی پانے کے بعد فوت ہوا)۔ اُس کی دُنیاوی زندگی کے دوران، اُس کی قوم، قبیلہ، گروہ، جماعت یا علاقے میں۔ اللہ تعالے کو کوئی نہ کوئی رسول۔ لازماً پہنچتا ھے۔

ھدایت پہنچانا۔ اللہ تعالے کے ذُمّے ھے۔ مگر۔ ھدایت کو لینا اور قبول کرنا۔ ہر انسان کے اپنے اختیار میں ھے۔ جو کوئی بھی چاھے۔ کہ اُسے ھدایت مِل جائے۔ تو۔ اللہ تعالے لازماً اُس کو سچی ھدایت مہیا کر دیتے ہیں۔ یہ اللہ تعالے کا اٹل وعدہ ھے۔... اللہ تعالے آپ کی مدد فرمائے۔ آمین۔

والسلام..........آپ کا قومی بھائی.........محمد اسلم چوہدری (صبغت اللہ)

آج .... مورخہ..18..مئی........سن عیسوی ...... 2015......ھے۔